4617CH20

آخری قدم

آؤ، آج تمھیں ایک بہت اچھّے آدمی کا حال سنائیں جسے اس کے جیتے جی بُہتیرے لوگ بُرا بُرا کہتے تھے اور مرنے کے بعد بھی اُس کی نیکی کا حال بس وہی جانتے ہیں جن کے ساتھ اس نے بھلائی کی تھی۔ اور شاید بعضے تو ان میں سے بھی بھول گئے ہوں گے۔

اس نیک آدمی کے پاس بڑی دولت تھی مگر یہ ان لوگوں میں تھا جو اپنے دھن دولت کو اپنا نہیں سمجھتے بلکہ اللہ میاں کی امانت جانتے ہیں، جو بس اس لیے ان کے سپرد کی جاتی ہے کہ اسے اس کے بندوں پر صَرف کریں۔ خود ان کی اُجرت یہ ہے کہ اس میں سے یہ بھی بس موٹا جھوٹا پہن لیں اور دال دلیا کھا کر گزر کر لیں۔

ہاں، تو یہ نیک آدمی بھی اپنی دولت سے خود بہت کم فائدہ اُٹھاتا تھا۔ ایک صاف سے مگر بہت چھوٹے مکان میں رہتا تھا۔ گزی گاڑھے کے بہت معمولی کپڑے پہنتا تھا۔ اور کھانے کا کیا بتاؤں، کبھی چنے چاب لیے، کبھی مکّا کی کھیلیں کھالیں۔ ایک وقت ہنڈیا چڑھی تو تین وقت کے کھانے کا انتظام ہو گیا۔ دوست احباب جنھیں اس کے حال کی خبر تھی طرح طرح سے اسے کھیل تماشوں میں، رنگ رلیوں میں، گھسیٹنا چاہتے تھے۔ مگر یہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ بہانا کر کے ٹال دیتا تھا۔ آخر کو سب سے بڑا کنجوس مشہور ہو گیا۔ اس کے دوست اسے ''میاں مکّھی چوس'' کہا کرتے تھے۔ بعض دوست اس کی دولت کی وجہ سے جلتے تھے۔ وہ اسے اور بھی چھیڑتے اور بدنام کرتے تھے۔ مگر یہ دُھن کا پکّا تھا۔ برابر چھُپ چھُپ کر چپ چپاتے اپنی دولت سے کسی نہ کسی مستحق کی مدد کرتا ہی رہتا تھا، اور اس طرح کہ سیدھے ہاتھ سے دیتا تو اُلٹے ہاتھ کو خبر نہ ہوتی اور زبان پر ذکر آنے کا تو ذکر ہی کیا۔

نہ جانے کتنی بیوائیں اس کے روپے سے پلتی تھیں! کتنے یتیم اس کی مدد سے پڑھ پڑھ کر اچھے اچھے کاموں سے لگ گئے تھے۔ کتنے مدرسے اس کی سخاوت سے چل رہے تھے۔ کتنے قومی کام کرنے والوں کو اس نے روٹی کپڑے سے بے فکر کر دیا تھا اور وہ یک سوئی سے اپنی اپنی دُھن میں لگے ہوئے تھے۔ کئی شفا خانوں میں دوا کا سارا خرچ اس نے اپنے سر لے لیا تھا اور ہزاروں دُکھی بیماروں کو بے جانے اس کے روپے سے روز آرام پہنچتا تھا۔ لیکن یہ مشہور تھا

وہی ''کنجوس، مکّھی چوس، دنیا کا کُتّا، نہ اپنے کام آئے نہ کسی اور کے۔'' کوئی اس پر ہنستا تھا، کوئی خفا ہوتا تھا سب اسے بُرا سمجھتے تھے!

آدمی کتنا ہی نیک ہو، دوسروں کے ہر دم بُرا کہنے سے، جی دُکھتا ہی ہے۔ اس کے دل کو بھی کبھی کبھی بڑی ٹھیس لگتی تھی، جھنجھلاتا تھا، آنکھوں میں آنسو بھر بھر آتے تھے، مگر پھر صبر کر لیتا تھا۔

اس کے پاس ایک خوب صورت سی کتاب تھی، چکنا چکنا موٹا کاغذ، نیلے کپڑے کی سُبک سی جِلد۔ پُشتے پر سُنہرے حرفوں میں لکھا ہوا ''حسابِ امانت''۔ اس کتاب میں یہ اپنا پیسے پیسے کا حساب لکھا کرتا تھا۔ جس کو بھی کچھ دیا تھا سب اس میں درج تھا۔ کہیں کہیں کیفیت کے خانے میں بڑی دل چسپ باتیں لکھی گئی تھیں۔ کسی یتیم کو پڑھنے کے لیے وظیفہ

دیا ہے۔ 15 سال بعد تاریخ دے کر کیفیت کے خانے میں درج ہے ''اب احمد آباد میں ڈاکٹر ہیں اور وہاں کے یتیم خانے کے ناظم۔'' کتابوں کے ایک کاروبار کو سخت پریشانی کے زمانے میں دو ہزار روپے دیے ہیں۔ کئی سال بعد کیفیت کے خانے میں لکھا ہے۔ '' آج خط آیا ہے کہ انھوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت پاک نہایت صاف اور سادہ زبان میں لکھوا کر ایک لاکھ نسخے طلبہ میں مُفت تقسیم کیے ہیں۔ خدا جزائے خیر دے۔'' دلّی کے ایک مدرسے کو ایسے وقت کہ اس کا کوئی مددگار نہ تھا دس ہزار روپے دیے تھے۔ اندراجِ رقم کے سامنے کیفیت میں لکھا تھا۔ '' سالانہ رپورٹ پڑھی۔ ہر صوبے میں اس کی ایک ایک شاخ قائم ہوگئی ہے۔ اس صوبے میں تو گاؤں میں تعلیمی مرکز قائم کر دیے ہیں۔ یہ کام نہ ہوتا تو اس ملک میں مسلمانوں کی تمدّنی

ہستی کبھی کی ختم ہوچکی تھی۔'' اسی قسم کے بے شمار اندراجات تھے۔

اس کتاب کو یہ اکثر اُٹھا کر پڑھنے لگتا تھا۔ خصوصاً جب کسی نادان دوست کی زبان سے دل دُکھتا تو ضرور اس کتاب کی ورق گردانی کی جاتی تھی۔ اسے دیکھ کر کبھی کبھی مسکراتا بھی تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ مرتے وقت یہ کتاب ان لوگوں کے لیے چھوڑ جاؤں گا جو عمر بھر مجھے پہچانے بغیر میرا دل دُکھاتے رہے۔ اس ارادے سے اسے بڑی تسکین ہوتی تھی۔ سو سُنار کی ایک لوہار کی۔ انھوں نے ہزار دفعہ میرا جی خون کیا ہے۔ میں ایک دفعہ انھیں ایسا شرماؤں گا کہ بس سر نہ اُٹھے گا۔ یہ سوچتا تھا اور خوش ہوتا تھا۔ ہوتے ہوتے بڑھاپا آن پہنچا۔ بدن جواب دینے لگا۔ روز کوئی نہ کوئی بیماری کھڑی ہے۔ ایک دفعہ دسمبر کا مہینہ تھا۔ سخت بیمار ہوا۔ بخار اور کھانسی۔ ایک دن، دو دن، تیسرے دن سینے میں سخت درد شروع ہوا۔ کوئی دو پہر غفلت رہی۔ ہوش آیا تو سانس لینے میں بھی تکلیف ہوتی تھی۔ نمونیا کا حملہ تھا اور سخت حملہ۔ شام سے حالت غیر ہونے لگی۔ بار بار غفلت ہو جاتی۔ تھوڑی دیر کو ہوش آتا، پھر غفلت۔ کوئی چار بجے کے قریب ہوش آیا تو اس کی سمجھ میں آ گیا کہ اب وہ وقت آن پہنچا ہے جو سب کے لیے آتا ہے اور جس سے کوئی بھاگ کر بچ نہیں سکتا۔

چارپائی کے پاس ہی میز پر وہ نیلی خوب صورت کتاب ''حسابِ امانت'' رکھی تھی جسے ابھی بیماری میں بھی دو دن پہلے اُٹھا کر پڑھا تھا۔ چند لمحے اس کی طرف غور سے دیکھا۔ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ ایسے کہ تھمتے ہی نہ تھے۔ کتاب کی طرف ہاتھ بڑھا کر اُسے اُٹھانا چاہا۔ کئی مرتبہ کی کوشش میں اسے مشکل سے اُٹھا پایا۔ پھر کچھ سوچ میں پڑ گیا۔ یہ عظیم الشان گھڑی اور یہ چھوٹا خیال.......... اُن کو شرما کر تجھے کیا ملے گا.......... تو اپنا کام کر

چلا........... اپنے کام سے کام........... منزل آ پہنچی............ آخری قدم کیوں ڈگمگائے؟........."
دونوں ہاتھوں میں کتاب تھامی ہاتھ تھرتھرا رہے تھے جیسے کوئی بہت بڑا بوجھ اُٹھایا ہو۔ بڑی مشکل سے تکیے پر سے سر بھی کچھ اُٹھایا اور ناتواں جسم کی ساری آخری قوت صَرف کر کے کتاب کو اس پاس والی بڑی انگیٹھی میں پھینک دیا جس میں کوئی ڈھائی بجے نوکر نے بہت سے کوئلے ڈالے تھے اور میاں کو سوتا جان کر دوسرے کمرے میں جا کر سو گیا تھا۔

کتاب جلنے لگی۔ اس کی نظر اسی پر جمی تھی۔ جِلد کے جلنے میں دیر لگی۔ پھر اندر کے کاغذوں میں آگ لگی تو ایک شعلہ اُٹھا۔ اس کی روشنی میں اس کے ہونٹوں پر ایک خفیف سی مسکراہٹ دکھائی دی اور چہرے پر

Picture 3
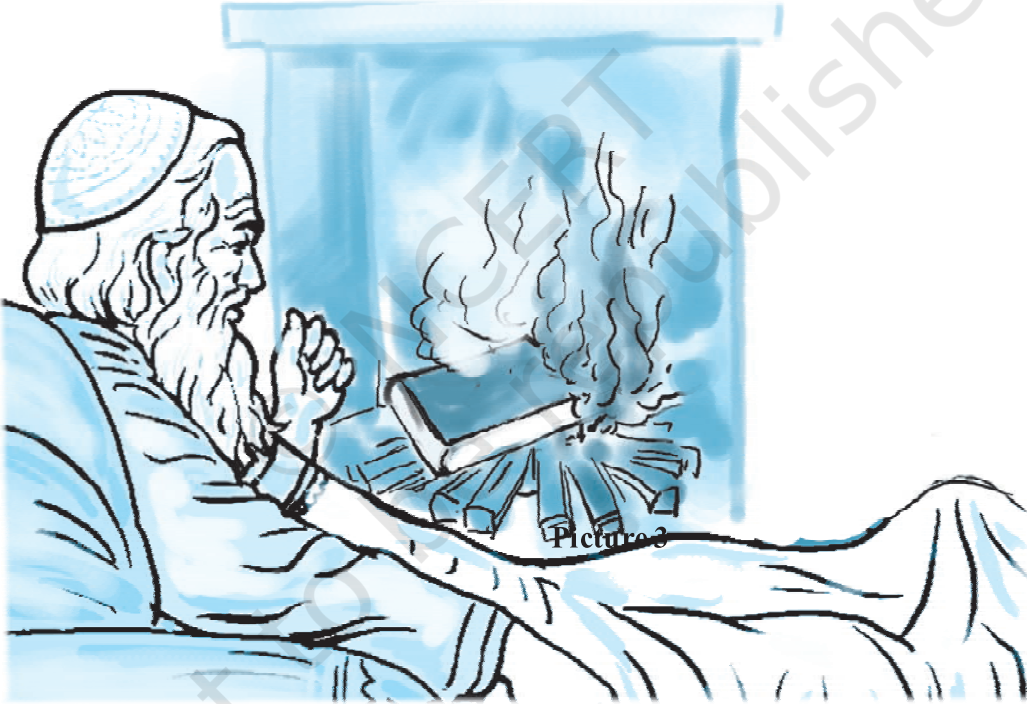
عجیب اطمینان۔ اُدھر موذّن نے اشہد انَّ مُحمّدَ الرَّسُول اللہ کہا۔ اور نیکیوں کے اس کارواں سالار کی رسالت کے اعلان کے ساتھ ہی اس کی امّت کے اس نیک راہ رو نے ہمیشہ کے لیے آنکھیں موند لیں۔

ڈاکٹر ذاکر حسین

معنی یاد کیجیے

بُہتیرے	بہت سارے
سپرد کرنا	حوالے کرنا
اجرت	بدلہ، معاوضہ
موٹا جھوٹا	بہت معمولی، جو سستا ہو
دال دلیا	معمولی کھانا
گذر کرنا	معمولی طریقے سے زندگی گذارنا
گزی گاڑھے	ایک قسم کا معمولی موٹا کپڑا
کھِیلیں	کھیل کی جمع، بھُنا ہوا اناج جو چٹخ کر پھول گیا ہو
احباب	ساتھی، دوست
رنگ رلیاں	عیش و عشرت
دُھن کا پکّا ہونا (محاورہ)	ارادے کا پکّا ہونا
مکھی چوس	بہت ہی کنجوس
چُپ چپاتے	خاموشی کے ساتھ، چھپ کر، کسی کو بتائے بغیر
مستحق	ضرورت مند، حق دار
سخاوت	دوسروں پر زیادہ خرچ کرنا، دریا دلی
قومی کام	قوم کی بھلائی کے کام
یک سوئی سے	بہت توجہ کے ساتھ، اطمینان
سَر لینا	ذمّے لینا
خفا	ناراض
ٹھیس لگنا	دُکھ پہنچنا
سُبک	نازک، ہلکی

پشتے	:	وہ چمڑا یا کپڑا جس میں کتاب کے پُٹھّے جوڑے جاتے ہیں
درج	:	لکھا ہوا
کیفیت	:	تفصیل، حالت
ناظم	:	انتظام کرنے والا، منتظم
نسخہ	:	مراد کتاب
جزائے خیر (دعائیہ کلمہ)	:	اچھا بدلہ
اندراج	:	درج کیا ہوا
شاخ	:	برانچ، کسی بڑے ادارے کا چھوٹا حصّہ جو اسی نام سے کسی دوسری جگہ قائم ہو
تمدّنی ہستی	:	تہذیبی پہچان
ورق گردانی	:	ورق پلٹنا
سوسُنار کی ایک لوہار کی (کہاوت)	:	وہ ایک بڑی بات جو سو چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھاری پڑے
ہزار دفعہ	:	کئی بار
جی خون کرنا (محاورہ)	:	سخت تکلیف پہنچانا
غفلت	:	بے ہوشی جیسی حالت
حالت غیر ہونا (محاورہ)	:	حال خراب ہونا
عظیم الشان	:	بڑی شان والا
ناتواں	:	کمزور
خفیف	:	ہلکی
اشہد انَّ مُحمّدَ الرَّسول الله	:	میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں

موذّن	:	اذان دینے والا
کارواں سالار	:	قافلے کا سردار
رسالت	:	رسول ہونا
اُمّت	:	وہ قوم جو کسی رسول کی پیروی کرے

سوچیے اور بتائیے

1. نیک آدمی میں کیا خوبیاں تھیں؟
2. لوگ اس نیک آدمی کو بُرا کیوں کہتے تھے؟
3. بعض لوگ اس کی دولت سے کیوں جلتے تھے؟
4. وہ نیک آدمی اپنی دولت کن کاموں پر خرچ کرتا تھا؟
5. وہ سیدھے ہاتھ سے دیتا تو الٹے ہاتھ کو خبر نہ ہوتی اس جملے کا کیا مطلب ہے؟
6. نیک آدمی کی ''حسابِ امانت'' میں کیا درج تھا؟
7. لوگوں کی باتوں سے تنگ آ کر نیک آدمی کیا کرتا تھا؟
8. نیک آدمی کا ارادہ کیا تھا؟
9. نیک آدمی نے آخری وقت میں اپنے ارادے پر عمل کیوں نہیں کیا؟

اس سبق میں لفظ امانت دار آیا ہے۔ جس کے معنی ہیں امانت رکھنے والا۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کے آگے 'دار' لگا کر لفظ بنائیے

دم سمجھ شان عزّت خبر طرح وفا ہوا جان خار

نیچے دیے ہوئے محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے

دُھن کا پکّا ہونا   ٹھیس لگنا   جی خون ہونا   سر نہ اٹھنا   حالت غیر ہونا

لکھیے

نیک آدمی کی کہانی اپنے لفظوں میں لکھیے
اس کہانی کا کوئی نیا عنوان لکھیے

غور کرنے کی بات

- ''اس نیک آدمی کے پاس بڑی دولت تھی۔ مگر یہ ان لوگوں میں تھا جو اپنے دھن دولت کو اپنا نہیں سمجھتے بلکہ اللہ میاں کی امانت جانتے ہیں۔ جو بس اس لیے ان کے سپرد کی جاتی ہے کہ اسے اس کے بندوں پر صَرف کریں۔ خود ان کی اُجرت یہ ہے کہ اس میں سے یہ بھی بس موٹا جھوٹا پہن لیں اور دال دلیا کھا کر گذر کر لیں''۔
اس عبارت میں مصنّف نے نیک لوگوں کی کتنی اچھی تعریف کی ہے کہ وہ نیک لوگ جنھیں اللہ نے دولت دی ہے مغرور اور گھمنڈی نہیں ہوتے بلکہ اپنی دولت کو ضرورت مندوں پر خرچ کرنے کے لیے اللہ کی امانت سمجھتے ہیں اور خود سادہ زندگی گزارتے ہیں۔
- ''آؤ آج تمھیں ایک بہت اچھے آدمی کا حال سنائیں جسے اس کے جیتے جی بہتیرے لوگ بُرا بُرا کہتے تھے۔''
یہ آپ کے سبق کا پہلا جملہ ہے۔ اِس جملے میں لفظ ''بُرا'' دو بار ایک ساتھ آیا ہے۔ لفظ کے دو بار ایک ساتھ آنے کو تکرار کہتے ہیں جیسے ساتھ ساتھ بیٹھنا، بار بار کہنا، مزے مزے کی باتیں وغیرہ۔